مطبوعات

اقبال اور جدید دنیائے اسلام | جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل۔ ناشر: مکتبۂ تعمیرِ انسانیت، اُردو بازار، لاہور۔ اُجلی اُجلی جدید طباعت اور پروقار جلد و گردپوش کے ساتھ ۳۹۰ صفحات
قیمت: ۷۵/- روپے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل اب ادبی تحقیقات کے دائرے میں اتنا کام کر چکے ہیں کہ ان کا نام اچھے معیارِ کار کی ضمانت ہے۔ اس کتاب کی نوعیت وہ نہیں جو عام طور پر علامہ اقبالؒ کے کسی فنی پہلو، کسی خاص نظریے، یا شخصیت و سوانح کے متعلق سامنے آتی رہتی ہیں۔ ان کی افادیت اپنی جگہ، لیکن ڈاکٹر عقیل نے اقبال کو بڑے وسیع تاریخی ماحولی کینوس میں رکھ کر پیش کرتے ہوئے متعدد ذمہ داریاں اپنے سر لی ہیں۔ اور یہ کام کسی نہ کسی کو جامع شکل میں کرنا ہی تھا۔ جستہ جستہ مختلف پہلوؤں پر اوروں نے بھی جا بجا لکھا ہے۔ مگر پورے عالمِ اسلام (خصوصاً جدید دور کو) پیشِ نظر رکھ کر اقبال کو سمجھنے سمجھانے کی کوئی موثر و وقیع کوشش نہیں کی گئی۔ حالانکہ اقبال کی شاعری کی معنوی رُوح کا اصل سرچشمہ اسلام ہے اور وہ جدید یا معاصر عالمِ اسلام کے احوال کے مدّوجزر کے ساتھ ساتھ فکر و فن کے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ڈاکٹر عقیل کی مدد کے بغیر بھی کوئی بے تعصب حقیقت پسند صاحبِ مطالعہ بآسانی مسلمانانِ عالم کے واقعات و احوال کے ساتھ علامہ کی غزلیں اور نظمیں اور مثنویاں رکھ کر دکھا سکتا ہے کہ کس صورتِ حال نے ہمارے ملّی شاعر کے اندر کس نوع کا تلاطم پیدا کیا۔ اور اس کا اثر کب تک چلا اور پھر اس میں کوئی موڑ آیا تو کب آیا اور کوئی دوسری چیز چھا گئی تو وہ کدھر سے نمودار ہوئی۔

اقبال شناسی جیسے اقبال فہمی کی اصطلاح کی جگہ ہم نے ایرانی لٹریچر سے اخذ کیا۔ اس کی راہ

بیں اپنی نہج سے یہ ایک مکمل اقدام ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جس شخص نے اسلام، عالمِ اسلام اور اس کی جدید تحریکات اور مسلم معاشروں میں مغربی امپریلزم اور فلسفۂ تہذیب کی پیدا کردہ کشمکش اور اس کی مزاحمتی مساعی کو نہ سمجھا تو وہ کسی بھی طرح اقبال شناسی کے صحیح مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا مدعا بعض دوسرے اہم عناصر کی قدر و قیمت کا انکار کرنا نہیں ہے مگر جو بات میں نے کہی ہے وہ تو اقبال فہمی کی ایک اٹل شرط ہے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کے کام کی پیچیدگی یہ ہے کہ وہ کلامِ اقبال میں جگہ جگہ سے خاص عنوانات، ضروری حوالے اور اشارے، شخصیتوں کا ذکر، واقعات کی تلمیحات، بعض مقولے، کچھ خاص طرح کے انداز ہائے بیان، کہیں نہایت اُبھری ہوئی صراحتیں اور کہیں کنایتیں ذہن میں جذب کر کے پھر ان کا جوڑ "عالمِ اسلام کے مسائل، افکار اور تحریکات" سے ملا کر دیکھتا ہے تو یہ کھلتا ہے کہ کلامِ اقبال تو ایک اچھا خاصا آئینہ ہے جس میں مسلمانوں کے دکھ اور کرب اور ان کے عزائم اور اُمیدوں کے عکس جھلملاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ ساتھ علامہ کے اپنے افکار، احساسات اور جذبات نشوونما پا کر رنگا رنگ فنی گلدستے پیش کرتے ہیں۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے دور کے ایک نوجوان محقق نے تحقیق کا ایک بہت اچھا معیار قائم کیا ہے اور اپنے دعووں کے ساتھ دلائل اور حوالوں کے لشکر کھڑے کر دیے ہیں۔ انھوں نے بڑی عرق ریزی سے وہابی تحریک، شاہ ولی اللہ تحریک، سنوسی تحریک، علی گڑھ تحریک، سید جمال الدین افغانی کی تحریک (اتحاد اسلامی)، تحریکِ خلافت، ترکی میں انہدامِ خلافت اور تحریکِ تجدد کا ظہور، وطنی قومیت اور مغربیت کا مسئلہ، مسئلہ فلسطین، اشتراکیت کا مسئلہ، اور دیگر شخصیات و تحریکات کا اقبال کے کلام کی روشنی میں جائزہ لیا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ جائزہ حقیقت پسندانہ ہے اور تاریخ کا چہرہ اپنے کسی خاص نقشے سے مطابق کرنے کے لیے بگاڑا نہیں گیا۔ سہوِ نظر اور سہوِ قلم کا ہونا معاملہ دیگر ہے۔ بس ان ساری داستانوں کو پڑھتے ہوئے عالمِ اسلام کا اصل قضیہ صرف ایک دریافت کر سکا ہوں۔ وہ ہے، لادینیت پسند اور مادہ پرست مغرب کے اقتدار، دولت، کلچر، ڈپلومیسی، خدا ناشناس علوم اور پروپیگنڈے کے زور سے مسلم معاشروں کو خدا پرستانہ طرزِ حیات اور نقشۂ تہذیب سے ہٹا کر فکری، تہذیبی،

اور سازشی لحاظ سے اپنی غلامی میں جکڑنا اور بین الاقوامی بساطِ مفاد پر شکستوں پر شکستیں دینا تاکہ مسلمان قومیں سر نہ اُٹھا سکیں۔ اسی شعور کے ساتھ اقبال عہدِ حاضر کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اسی جنگ کے لیے ایک محاذ بنانے کا خیال تصورِ پاکستان کی صورت میں علامہ کے ذہن میں اُبھرا۔

ترکی اور مصر کے متعلق میں نے نہایت غور سے ڈاکٹر عقیل کا محاکمہ پڑھا ہے۔ انھوں نے اُصول پسندی اور اباحت پسندی، تجدید اور تجدد یا اسلام اور سیکولرازم کے دونوں پہلوؤں میں جو موجیں تاریخ میں اُٹھتی دیکھیں ان کو متقابلاً پیش کر دیا ہے۔ اس پہلو سے بھی جانب داری کا مقام تھا جو آج کل کے بہت سے دانشوروں میں رائج ہے۔ اگر ڈاکٹر عقیل حقیقت بیانی کے پل صراط پر سے بخیریت گزر گئے ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ تشنگی محسوس ہوئی کہ بات جتنی کھلنی چاہیے تھی نہیں کھلی۔ راسخ العقیدہ اسلامیت (+ اجتہاد) اور تجدد و اباحیت کے دوگونہ رجحانات کے مختلف تناسب زیادہ واضح ہونے چاہییں تھے تاکہ ہم اقبال کا اس تاریخ کشمکش میں صحیح ترین مقام معین کر سکتے۔ اور اقبال کی فکر کو غلط مفہوم دینے کی کوششوں کا اس کتاب کے ذریعے زیادہ زوردار دفاع کر سکتے۔

اِس مجبوری کے تحت کہ ترجمان القرآن میں تبصروں کے لیے زیادہ جگہ میرے تصرف میں نہیں ہے۔ معذرت کرتا ہوں کہ نہ تو میں نشان زدہ حصوں کو زیرِ بحث لا سکا اور نہ بعض اہم عبارات کے اقتباس درج کر سکا۔

مَیں اس کتاب کو اقبالیات کے دائرے میں بہت مفید، مؤثر اور دلچسپ پاتا ہوں اور بڑی خواہش ہے کہ اقبال شناسی کی راہ کے مسافر ضرور اسے شمعِ راہ بنائیں۔ خواہ وہ دانشور اور صحافی ہوں، ادیب اور شاعر ہوں، استاد اور طالب علم ہوں یا سیاسی لیڈر اور مذہبی اکابر۔

ECONOMIC CONCEPTS OF IBN TAIMIYAH	ترجمہ عنوان: امام ابن تیمیہ کے اقتصادی نظریات۔ تحقیق و ترتیب: جناب عبدالعظیم اصلاحی۔ انگریزی میں لکھی

ہوئی کتاب، مغربی معیار طباعت و اشاعت و ڈیزائن و ٹائٹل کے ساتھ۔ ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن، ۲۲۳۔ لندن روڈ۔ لائسٹر۔ یو کے۔ قیمت معلوم نہیں ہو سکی۔

حضرت امام ابن تیمیہ کی عظمت مآب درخشاں شخصیت کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ان کے تاریخی مقام کو دیکھنے سے ہوسکتا ہے جہاں کئی طرح کے چیلنج انہیں درپیش تھے۔ اسلامی نظامِ حکومت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کی تاریخ میں طرح طرح کے افت و خیز کے جو دور آئے، ان میں سے ایک اہم دور امام ابن تیمیہ کا تھا۔ مسلمانوں کے سر سے منگولی طوفان گزر چکا تھا۔ صلیبی جنگوں کی قیامت خیزی دیکھی جا چکی تھی۔ فکری لحاظ سے ہندی، ایرانی کلچر کے ساتھ ساتھ یونانی علوم و افکار بھی پھیلے ہوئے تھے۔ اور مشرق و مغرب میں رابطہ بڑھنے کی وجہ سے زندگی کے ہر معاملہ میں نئے سوال اور نئے تصورات پیدا ہو رہے تھے۔ اس زلزلہ و سیلاب کے دور میں جس شان سے امام ابن تیمیہ نے اپنے ذہنی جہاز کے توازن کو سنبھالا اور اپنے ایمانی پرچم کو سربلند رکھا وہ بے شمار دوسرے انسانوں کے لیے مثال بن گیا۔

بھارت کے حالات مسلمانوں کے لیے چاہے کتنے تکلیف دہ رہے ہوں مگر ان میں علمی و تحقیقی ذوق کو نشوونما پانے کا خوب موقع ملا۔ اس کا تازہ ترین ثبوت زیرِ نظر کتاب ہے۔ جس کی بنیاد میں تحقیق کا حق بھی ادا کیا گیا ہے۔ اور لکھنے میں دلنشینی اور کشش کی خوبی بھی رکھی گئی ہے۔ نہایت اچھی انگریزی میں (کاغذ، ٹائپ، ٹائیٹل سب خوب!) امام ابن تیمیہ کی دوسری وسیع تر خدمات سے الگ کر کے ان کے اقتصادی نظریات و مسالک کو ابواب و فصول کی اچھی تقسیم کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ منصفانہ قیمت، مارکیٹنگ سسٹم، ملکیتِ جائیداد کے حقوق، نقدی اور سود، حصہ داری اور اقتصادی منظمات، اقتصادی زندگی میں ریاست کا حصہ، مالیاتِ عامہ، اپنے دور کے اقتصادی نظریات و تصورات کا جائزہ، جیسے موضوعات پر امام ابن تیمیہ نے بڑی بالغ نظری سے اُس دور کے لوگوں کی رہنمائی بھی کی اور بعد والوں کے لیے بھی راہیں بنا دیں۔ عبدالعظیم صاحب نے زمانے سے منوا لیا کہ ہمارے اسلاف میں سے یہ ہستی ماہرِ اقتصادیات تھی۔

امام ابن تیمیہ صوفی نقطۂ نظر کے خلاف مفلوک الحالی پر دولت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک دولت اچھی خوشحال اخلاقی کی زندگی بسر کرنے کا وسیلہ ہے ___ لیکن دولت کو ایک خادم ہونا چاہیے نہ کہ انسان کی مالکہ۔ (ص ۲۲۸!)

امام ابن تیمیہ کا فلسفہ / اقتصادیات حکومت کے حوالے سے جو تصور دیتا ہے وہ سلطانِ وقت کو لکھے ہوئے ایک خط کے اقتباس سے ظاہر ہے - انہوں نے سلطان کو ترغیب دلائی کہ وہ بھوک کے خلاف لڑیں - لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری کریں - کچلے پسے لوگوں کی مدد کریں - مصیبت زدہ لوگوں کی فریادیں سنیں - اور نیکی کے احکام دیں اور بدی کا سدِ باب کریں، کیونکہ یہ چیزیں امام کے نزدیک انصاف اور نیکی کی زندگی کے ستون ہیں - (ص ۶۵)

امام کے فتاویٰ کے وسیع ذخیرے میں سے اقتصادی مسائل کی بعض ایسی صورتیں سامنے لائی گئی ہیں کہ جو اس بات کی گواہ ہیں کہ امام کے نزدیک اجتہاد گہرے علم اور تحقیقِ احوال کے بل بوتے پر شریعت کے جوہر کو نئے معاملات میں محفوظ کرنے کا کام تھا - آج کل تو اجتہاد دانشوروں کا ایک انڈور گیم بن گیا ہے - امام کی مثالیں ہمارے موجودہ حالات و مسائل پر بھی چسپاں ہوتی ہیں اور بڑی وسیع رہنمائی ملتی ہے - واضح رہے کہ شرک و بدعات کی طرح سود اور بیوعِ فاسدہ وغیرہ کے بارے میں امام کا نظر بڑا سخت ہے - زمانے کے فتنے اور حادثات ان کے اعصاب کو ڈھیلا کرنے کے بجائے کسنے کا باعث ہوئے -

جو کچھ میرے نوٹس تھے اور جو کچھ لکھنے کو جی چاہتا تھا اس کی گنجائش نہیں - مختصر یہ کہ اساتذہ و طلبائے اقتصادیات و مصنفین و محققین کو یہ کتاب ضرور حاصل کرنی چاہیے -

---

رُوس کے مسلمان | از جناب ثروت صولت - بہ اہتمام ادارہ معارف اسلامی کراچی -

ناشر : مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار، لاہور ۲ - مجلد ۲۸۶ صفحات، قیمت -/۳۹ روپے

یہ کتاب کا دوسرا حصہ ہے جس کی نوعیت تاریخ کی ہے - ثروت صولت صاحب تاریخ کا خاص ذوق رکھنے کے ساتھ ترکی اور فارسی اور بعض دیگر زبانوں کو جانتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے لئے دل دردمند رکھتے ہیں - اس لئے روسی مسلمانوں کے متعلق ان کی لکھی ہوئی کتاب کی بڑی اہمیت ہے -

تعلیم، آزادی اور جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانیت دوستی، عقلیت اور رواداری کے اس دور میں جتنے زیادہ مظالم ہوتے ہیں اور خاص طور پہ مسلمانوں کو جن بھاری تصادموں

اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جگہ جگہ جاری ہے اور عالمگیر سٹیج پر اس کا ایک بڑا ہولناک نمونہ افغانستان پر روسی چڑھائی اور انسان کشی ہے۔ اس کے پیش نظر منور حسن صاحب (ابتدائیہ ص ۵) کے یہ الفاظ کتنے صحیح ہیں کہ "خوشنما لباسوں سے مزین جسم اور زندگی کی رعنائیوں سے بھرپور چہرے لیکن اندر بھیڑیے کا دل رکھنے والے انسانوں کا تسلط"۔

اسلام جب عبارت تھا نور کی لہروں سے اور بالعموم فضائے عالم میں تعصب کی رکاوٹیں اس کے لئے حائل نہ تھیں تو دریائے وانگا اور کاما کے سنگم پر جو ترک پہلی صدی عیسوی سے آباد تھے ان میں اسلام چوتھی صدی ہجری میں پھیلنا شروع ہو گیا (ص ۱۹۸) قفقاز کے شمال میں بلغار کے نام سے روس میں پہلی اسلامی مملکت (۹۰۰ء کے بعد) قائم ہوئی۔ دلچسپ بات یہ کہ مسکو یا ماسکو بہت ہی گمنام اور معمولی ریاست تھی۔ شروع میں بڑی ریاست کیو (یوکرائن) کی ریاست تھی۔ ماسکو کے حکومتی شہر کی آبادی پانچ ہزار گھروں پر مشتمل تھی۔ پہلی بار ماسکو کا تذکرہ ۱۱۴۷ء میں سنا گیا (ص ۲۲۷) منگولوں کے پہلے ہی حملے میں یہ باجگذار بن گئی اور ڈیڑھ سو سال تک سرافگندہ رہی۔ لیکن پہلے زار شاہی نے اور پھر اسی نقشے پر کمیونسٹوں نے روسی سلطنت کی توسیع کی۔ ملاحظہ ہو سال وار توسیع کا نقشہ (ص ۲۷۰)۔ برصغیر میں اکبر کے اقتدار پہ آنے کے ساتھ روسی زار شاہی نے کریمیا اور قفقاز کے علاقوں کو چھوڑ کر پورے روس میں مسلمانوں کی حکومتیں ختم کر دیں (۲۰۷)

کمیونزم نئے فلسفے، نئے نعروں اور نئے انقلابی نقشے کے ساتھ جب اٹھا تو اچھے اچھوں کی ہستی گم ہو گئی۔ کوئی نئی امیدوں سے اور کوئی خوف سے مارا گیا۔ ہمارے نوجوان اس دور میں بہت مفتوح ہوئے جبکہ راقم ابھی بلوغ کو بھی نہ پہنچا تھا لیکن مجھے اولاً تو میرے دین نے بتا دیا کہ راہِ ہدایت سے بنے ہوئے نظام اور توڑ پھوڑ دکھاتے نظریے اور ظلم و جبر سے قائم ہونے والی ریاستیں بنیادی طور پر جھوٹ ہیں۔ پھر خود میں نے جب کارل مارکس اور کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ اور روس کا پروپیگنڈہ لٹریچر پڑھا تو میری آنکھیں اور بھی کھلیں، یہاں تک کہ اب افغانستان کے سٹیج پر تو اپنے سامنے سوویٹ روس کا وہ خونخوارانہ کردار

دیکھا کہ جو اس کے نظریات کی صحت کی کامل تردید کو کافی ہے۔

بہرحال یہ حقیقت خوش آئند ہے کہ روحوں میں سب سے زیادہ گہرائی تک جڑیں اتارنے والا شجرۂ طیبہ صرف اسلام کا ہے۔ اتنی لمبی تاریخ ظلم کے گزرنے، زبانوں اور رسم الخط کو بدل دینے، مختلف نسلوں کو دور دراز کے علاقوں میں بکھیر دینے اور اسلام کے نہایت ہی اہم وظائف و ظواہر کو کلیۃً مٹا دینے کے بعد روسی مسلمانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اب بھی چنگاریاں سلگ رہی ہیں جن کی آگ اگر پھیلی تو نہ صرف روس کو بھسم کر دے گی، بلکہ پوری دنیا کا نقشہ ایک بار بدل جائے گا۔

اس کتاب میں اہم شخصیتوں، تاریخی عمارتوں، شاعروں اور ادیبوں، رزمیہ داستانوں بعض سفرناموں، دینی علماء کے گراں بہا کارناموں اور دیگر علوم و فنون کے ماہرین کا بھی تذکرہ ہے اور بہت مفید۔

اردو ڈائجسٹ سالنامہ اور رحمۃ للعالمین نمبر

مدیر جناب الطاف حسن قریشی۔ دفتر: ۲۱ ایکڑ سکیم سمن آباد لاہور ۲۵۔ ضخامت: قریباً چار سو صفحات۔ قیمت: ۱۸ روپے

مادیت کے سیلابِ بلا کا یہ عہد جس کی وجہ سے سر جھک رہے ہیں، ضمیر پس رہے ہیں، روایات پامال ہو رہی ہیں، اور ہماری عزیز قدروں کے چراغ گل ہو رہے ہیں۔ اس میں ہمارے لیے اگر کوئی کشتیٔ نوح ہو سکتی ہے تو وہ نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ طاغوتی قوتوں کے خلاف لڑائی لڑنے کے لیے سیرتِ پاک ہمیں بہترین اصولی و اخلاقی اسلحہ خانہ مہیا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں رمضان کے ماہ سعید کے قرب میں اردو ڈائجسٹ نے عام سالنامے کے بجائے رحمۃ للعالمین نمبر پیش کر کے بڑا نیک کام کیا ہے۔

اس نمبر میں حضورِ پاک کی دعائیں اور فرمودات بھی ہیں۔ آپ کے نمونہ ہائے عدل گستری بھی ہیں۔ پھر سیرتِ مطہرہ کے خاص خاص ابواب ہیں، سوالوں کے جواب میں مختلف ادیبوں اور دانشوروں کے سبق آموز افکار ہیں۔ خواتین اور عورتوں اور بچوں اور محنت کشوں کے لیے سرمایہ تسکین بھی مہیا ہے۔ نمبر کی نعتیں اور منظوم تاثرات بڑا ادبی سرمایہ ہیں۔

بس غیر مسلموں، خصوصاً مستشرقین کی طرف سے حضورؐ کی جو مدح سرائی نقل کی گئی ہے۔ ایک زمانے میں اس کی بڑی اہمیت ہوا کرتی تھی، مگر اب جب کہ بہت سے حقائق فاش ہو چکے ہیں، ان حوالوں کا استعمال کرنا ہمیں کوئی نئی قوت اور نیا سرمایۂ اعتبار نہیں دیتا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مدح یہ ہے کہ آپ کے تعلیم کردہ دین و اخلاق کو اپنا کر اُسے پھیلانے اور پھر غالب قوت بنانے کی سعی کی جائے۔

آخر میں ہم اُردو ڈائجسٹ کو اس درخشاں خدمت پر مبارک باد کہتے ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ قارئین، خصوصاً نوجوان اسے پڑھیں۔

ساندل بار از جناب احمد غزالی۔ ناشر: فیروز سنز، لاہور، راولپنڈی، کراچی۔ کمپیوٹرائزڈ نفیس طباعت، دبیز سفید کاغذ، مضبوط آرٹ کارڈ پر رنگین دبیز ٹائٹل۔ ص ۳۰۹ ۔ قیمت: ۹۰/ روپے۔

مؤلف نے تصنیف و تالیف کا نیا راستہ نکالا ہے۔ یعنی ایک علاقے (ساندل بار) کی جغرافی، نسلی، اقتصادی، تہذیبی، ادبی اور لسانی تاریخ نئے انداز سے لکھی ہے۔ وہ پہلے چولستان کا "لوک لکھڑا" دکھا چکے ہیں۔ اب وسطی پنجاب کے اس شاداب قطعۂ زمین کی علاقائی تفاصیل کی تحقیق بہ عنوان ساندل بار مرتب کی ہے جو راوی اور چناب کے دوآبے میں واقع ہے۔ بابا گرونانک کا مولد، حضرت سلطان باہو کا مدفن، شاعر وارث شاہ کا زادبوم، شاہجہان کے وزیر نواب سعد اللہ خاں کا مطلعِ وجود، سورما دلا بھٹی، رائے احمد خاں کھرل اور مراد فتیانہ کی سرزمین فخر بھی یہی ہے۔

مؤلف کے کمالِ تحقیق کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا جس نے ۶ برس کی گرد آوری خطہ (FIFLD RESCERCH) کے نتیجے میں ساندل بار کی ساری لوک ریت ہماری نظروں کے سامنے پھیلا دی ہے۔ اس نے علاقے کی تاریخ، ثقافت، عمرانیات، وہاں کی شخصیتوں، کھیلوں، کہانیوں، کہاوتوں، گیتوں، پیشوں، دستکاریوں، معالجات اور

رسم و رواج کے تمام وہ پہلو دکھا دیئے ہیں جن سے زندگی تشکیل پاتی ہے۔
مولانا نور احمد نقشبندی کی حریت پسندانہ تقاریر اور گرفتاری کا قصہ بڑا اثر انگیز ہے (ص ۱۰۴)
"قومیں" کے عنوان سے برادریوں اور خاندانوں کا نسلی تذکرہ معلومات افزا ہے۔ (ص ۱۰۰ تا ۱۳۲) اولیائے کرام کا بیان بھی خوب ہے (ص ۱۴۱ تا ۱۶۹) ۔ زیورات کی تفصیل پڑھ کر حیرت ہوئی۔ (ص ۱۹۳ تا ۱۹۰) ۔ سانپوں کے بیان کا تو کہنا ہی کیا، دس گیارہ اقسام کی تفصیلات درج ہیں۔ (ص ۲۰۱ تا ۲۰۴)
خیال رہے کہ کتاب کا سارا مواد تاریخی کے ساتھ ساتھ روایاتی عنصر بھی رکھتا ہے۔
مجھے بڑی اچھی لگی، احمد غزالی بات کہ "لوک روایات ایک میٹر اور معیار ہیں جن کے توسط سے ہم کسی معاشرے بیں کثیر آبادی سے روا رکھے جانے والے سلوک کا جائزہ لے سکتے ہیں۔"

تنقید و تاریخ ادب | مرتبہ: جناب تحسین فراقی - نظرثانی ڈاکٹر انور سدید۔

ناشر: نیشنل بک کونسل آف پاکستان - ۱۲۶ ریواز گارڈن، لاہور (ہیڈ آفس اسلام آباد)
یہ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۲ء تک پاکستان میں شائع ہونے والی اردو کی ایسی کتابوں کی جامع فہرست ہے، جن کا تعلق تنقیدِ ادب اور تاریخ ادب سے ہے۔ کسی بھی زبان میں تحقیق کا کام کرنے کے لیے مختلف موضوعات پر ہر دور کی کتابوں کی عنوان وار فہرستیں موجود ہونی چاہئیں۔ تاکہ آسانی سے کسی ضرورت کے لیے (BIBLIOGRAPHY) تیار کی جا سکے۔ اس سلسلے کے کچھ کام پہلے اردو میں ہوئے ہیں۔ اور یہ تازہ اضافہ نہ صرف بجائے خود مفید ہے، بلکہ آئندہ کے لیے نیشنل بک کونسل کو اچھی امیدوں کا مرکز بناتا ہے۔